

## استفتاء

مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مفتی میرے چند سوالات ہیں جن کے جوابات مطلوب ہیں۔

(1) مرحوم کی وفات کے تیسرے چوتھے دن میت کے لیے ایصالِ ثواب کی نیت سے خیرات کی جاتی ہے جس کو عرف عام میں قتلِ خوانی کہا جاتا ہے، اور قتلِ خوانی نہ کرنے والے کو اہل علاقہ برا بھلا کہتے ہیں، شرعی اعتبار سے قتلِ خوانی اور اس میں شرکت کرنے کا کیا حکم ہے؟

(2) قتلِ خوانی میں ایک معزز عالم دین بھی اس نیت سے شرکت کرتا ہے کہ اس کے آنے کی وجہ سے بہت سارے لوگ قتلِ خوانی میں شرکت کر لیتے ہیں، اگر وہ عالم دین شرکت نہ کرے تو اہل بدعت وہاں شریک ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے رسومات انجام دیتے ہیں، اس نیت سے کسی معزز آدمی کا قتلِ خوانی میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

(3) اگر میت وصیت کر جائے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال سے قتلِ خوانی کرنا تو وصیت نافذ ہوگی یا نہیں؟

(4) کیا وصیت کیے بغیر میت کے مال میں سے قتلِ خوانی کرنا درست ہے؟

(5) میت کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآن پاک کا ختم کروا کر پڑھنے والوں کو کھانا کھلانا درست ہے یا نہیں؟

مستفتی: عبدالغفور (اقبال آباد)

03093992490



## الجواب حامداً ومصلیاً

(1-2 اور 5) واضح رہے کہ میت کے لیے ایصالِ ثواب کرنا ہر وقت جائز ہے، لیکن ایصالِ ثواب کے لیے جو

مروجہ قتلِ خوانی کی صورت اختیار کی گئی ہے، اس میں چند قباحتیں مثلاً ایصالِ ثواب کے لیے کوئی خاص دن مقرر

کرنا، لوگوں کے اجتماع کو لازم سمجھنا اور شریک نہ ہونے والوں کو برا بھلا کہنا، ایصالِ ثواب کو فرض یا واجب

سمجھنا، مرد اور بے پردہ خواتین کا مخلوط جمع ہونا اور اجرت دے کر قرآن ختم کروانا وغیرہ، پائی جاتی ہیں جس کی بناء پر قتل خوانی اور اس میں شرکت کرنا دونوں ناجائز ہیں۔

(3) مروجہ قرآن خوانی چونکہ ناجائز ہے اس لیے اس کی وصیت بھی نافذ نہیں ہوگی، البتہ اگر مرحوم مطلقاً صدقہ، خیرات کی وصیت کر جائے تو یہ مرحوم کے ترکہ کے تہائی حصہ میں نافذ ہوگی اس سے زیادہ میں نافذ نہیں ہوگی۔

(4) انسان کے فوت ہوتے ہی اس کا اپنے مال کے ساتھ ملکیت کا تعلق ختم ہو کر اس کے مال کے ساتھ ورثاء کا حق متعلق ہو جاتا ہے، اس لیے بغیر وصیت کے ترکہ میں سے میت کے لیے ایصال ثواب کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر ورثاء سب عاقل بالغ ہوں اور وہ اپنی دلی خوشی سے اپنے مرحوم رشتہ دار کے لیے ایصال ثواب کرنا چاہیں تو شرعاً اس کی اجازت ہے۔



مشکوٰۃ للصایح (27) مطبع: قدیمی کتب خانہ

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: قال رسول اللہ ﷺ: من أحدث فحیاً لہذا ما لیس منہ فہورد.

وفیہ ایضاً باب الاستغفار والتوبۃ الفصل الثالث (728/2 ط: للکتب الاسلامی)

وعن عبد اللہ بن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: «ما المیت فی القبر إلا كالتغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقه من أب أو أم أو أخ أو صدیق فإذا لحقته كان أحب إلیه من الدنیا وما فیها وإن اللہ تعالیٰ لیدخل علی أهل القبور من دعاء أهل الأرض أمثال الجبال وإن هدیة الأیاء إلی الأموات الاستغفار لهم» رواه البیهقی فی شعب الإیمان حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح (510) مطبع: نور محمد

قال فی البزازیة ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلی المقبرة فی المواسم واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الإخلاص.... قال ابن الأثیر هذا نفی لعادة الجاهلیة وتحذیر منها فإنهم كانوا ینحرون الإبل علی قبور الموتی ویقولون إنه کان یعقرها للآیاف فی حیاته فیکافأ بذلك بعد موته.

رد المحتار علی الدر المختار (240/2) مطبع: سعید

ویکره اتخاذ الضیافة من الطعام من أهل المیت لأنه شرع فی السرور لافی الشرور، وهي یدعة مستقبحة.... وفی البزازیة: ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلی المقبر فی المواسم، واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الإخلاص. والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأکل یکره. وفیها من کتاب الاستحسان: وان اتخذ طعاماً للفقراء کلن حسناً، وأطال فی ذلك فی المعراج، وقال: وهذه الأفعال کلها للسمعة والریاء

فيحترز عنها لأنهم لا يريدون بها وجه الله تعالى، وبحث هنا في شرح المنية بمعارضة حديث جرير المار بحديث آخر فيه (أنه عليه الصلاة والسلام دعت امرأة رجل ميت لما رجع من دفنه فجاء وجيء بالطعام، أقول: وفيه نظر، فإنه واقعة حال لا عموم لها مع احتمال سبب خاص، بخلاف ما في حديث جرير. على أنه بحث في المنقول في مذهبنا ومذهب غيرنا كالشافعية والحنابلة استدلالاً بحديث جرير المذكور على الكراهة، ولا سيما إذا كان في الورثة صغار أو غائب، مع قطع النظر عما يحصل عند ذلك غالباً من المنكرات الكثيرة كإيقاد الشموع والقناديل التي توجد في الأفراح، وكدق الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، واجتماع النساء والمردان، وأخذ الأجرة على الذكر وقراءة القرآن، وغير ذلك مما هو مشاهد في هذه الأزمان، وما كان كذلك فلا شك في حرمة وبطلان الوصية به، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم

**ردالمحتار على الدر المختار مطلب في الاستئجار على المعاصي (56/6 ط: سعيد)**

فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للأمر والقراءة لأجل المال فإذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر

**تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق كتاب الكراهية (13/6 ط: المطبعة الكبرى الاميرية)**

وقال أبو حنيفة ابتليت بهذا مرة هذا إذا لم يكن مقتدي به فإن كان مقتدي به، ولم يقدر على منعهم يخرج، ولا يقعد لأن في ذلك شين الدين، وفتح باب المعصية على المسلمين

**المبسوط للسرخسي (16/12 ط: دار المعرفة)**

ولا تجوز الوصية بأكثر من الثلث، وفي رواية بشر عن أبي حنيفة رحمه الله إذا كان الذاهب أقل من الثلث يجوز وإن كان أكثر من الثلث لا يجوز لقوله عليه الصلاة والسلام «الثلث والثلث كثير»

**بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (330/7 ط: دار الكتب العلمية)**

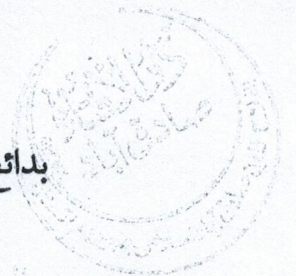
والوصية تصرف في ثلث المال في آخر العمر زيادة في العمل فكانت مشروعة... وروي عنه عليه الصلاة والسلام أنه قال: «إن الله تبارك وتعالى تصدق عليكم بثلث أموالكم في آخر أعماركم زيادة على أعمالكم فضعوه حيث شئتم»

**السراجي في الميراث (2/ ط: المصباح)**

تتعلق بتركة الميت حقوق مرتبة الاوّل يبدأ بتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولا تفتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقى بعد الدين ثم يقسم الباقي بين الورثة بالكتاب والسنة واجماع الامة

**الدر المختار مع ردالمحتار باب الحج عن الغير (172/1 ط: سعيد)**

الاصل أن كل من أتى بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره وإن نواها عند الفعل لنفسه لظاهر الأدلة، (قوله بعبادة ما) أي سواء كانت صلاة أو صوماً أو صدقة أو قراءة أو ذكراً أو



طوافاً أو حجاً أو عمرة، أو غير ذلك من زيارة قبور الأنبياء عليهم الصلاة والسلام  
والشهداء والأولياء والصالحين، وتكفين الموتى، وجميع أنواع البر

والله تعالى أعلم بالصواب

دستخط: مفتي محمد ابراهيم صاحب دامت برکاتہم

عبدالحق

دار الافتاء صادق آباد

24 / ربيع الاول 1443ھ / 31 / اکتوبر

2021ء



دستخط: مفتي طارق بشير صاحب دامت برکاتہم

الجواب صحیح  
طی رہا اللہ علیہ وسلم  
ربیع الاول 1443ھ



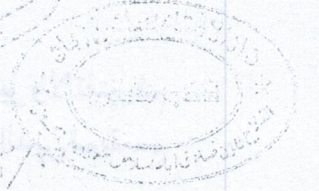
الجواب صحیح  
عظیم  
عفی عنہ



دستخط: مفتي محمد ابراهيم صاحب دامت برکاتہم



دستخط: مفتي محمد ابراهيم صاحب دامت برکاتہم



نوٹ: ۱۔ جواب سوال کے مطابق ہے۔ صحت سوال کی ذمہ داری مستفتی پر ہے۔

۲۔ ادارہ کسی بھی قانونی و غیر قانونی کارروائی کی صورت میں کسی بھی قسم کا ذمہ دار نہیں اور نہ ہی فریق بنے گا۔

